ناکامی سے بچاؤ اور کامیابی کے اسباب

دوافع النجاح وتجاوز الفشل

[أردو - اردو - urdu]

شیخ محمد صالح المنجد

ترجمہ: اسلام سوال وجواب ویب سائٹ
تنسیق: اسلام ہاؤس ویب سائٹ

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب
تنسيق: موقع islamhouse

2013 - 1434
IslamHouse.com

ناکامی سے بچاؤ اور کامیابی کے اسباب

ناکامی سے بچاؤ کرے کچھ لوگوں کے پاس کیا اسباب ہوتے ہیں ؟

الحمد لله

سائل محترم کامیابی کی کوشش و جدوجھد اور ناکامی سے نفرت کے لیے صرف ناکامی کا نام ہی کافی ہے، غض نظر کہ انسان اپنی کامیابی کے لیے کوئی مادی کمائی کرے؛ تو ناکامی ايك نقص اور مذمت کا نام ہے، اور کامیابی کمال و مدح کو کہتے ہیں.
عربی کا شاعر کہتا ہے:
میں تو نقص کے علاوہ لوگوں میں کوئی اور عیب دیکھتا ہی نہیں جسے وہ پورا کرنے پر قادر ہیں.

بلا شبہ ناکامی و کامیابی، یہ دونوں اشیاء فی نفس الوقت دونوں ملی ہوتی ہیں، اور ابتدائی طور پر تو اس میں تناقض نظر آتا ہے، لیکن حقیقت میں فکر و سوچ اور مشاہدات و تجربات و واقعہ میں ملے ہوئے ہیں، اگرچہ ہر ايك کی تعریف و پہچان علیحدہ ہے جس سے ہم ان اسباب کو سمجھ لیتے ہیں جو اس پر چلنے یا منع کرنے پر ابھارتے ہیں.

تو نجات و کامیابی اس جہان میں وہ طریقہ ہے جو اللہ تعالی نے چاہا کہ وہ ہر مومن کی اس جہان میں غایت ہو، اور اس غرض و غایت کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالی نے اس جہان کی ہر چیز مسخر فرمائی ہے، تو اللہ سبحانہ و تعالی نے ایمان لانے کا حکم دیا، اور انسان سے اس عبودیت کے التزام مطالبہ کیا جو اس سے علیحدہ نہیں ہو سکتی.
جب اللہ سبحانہ و تعالی نے اسی چیز کو مخلوق پیدا کرنے کی غرض و غایت بیان کی تو فرمایا:

{ اور میں نے جن و انس کو تو صرف اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے }الذاریات (٥٦).

اور اللہ سبحانہ و تعالی نے اسی راہ میں مرنے والے کو کامیاب قرار دیا اور ناکامی سے بچا ہوا شمار کرتے ہوئے فرمایا:

{ تو جو شخص آگ سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہو گیا }آل عمران (١٨٥).

تو پھر نجات و کامیابی زندگی کا قصہ ہے، اور اللہ تعالی کے اس جہان کو پیدا کرنے کی غرض و غایت ہے، اور سب رسول اسی مقصد کے بھیجے گئے، اور کتابیں بھی لوگوں کو اس حقیقی کامیابی کی طرف دعوت دینے کے لیے نازل کی گئیں، اللہ سبحانہ و تعالی نے دنیا و آخرت میں کامیابی کے حصول کے لیے کچھ اسباب بنائے جن کو استعمال کر کے انسان اس کی طرف جا سکتا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

- جب اللہ سبحانہ و تعالی نے ایمان اور عبودیت کے امتحان میں کامیاب ہونے، اور ایمان و عبودیت کے راستے کا التزام کرنےاور اسی پر مرنے والے شخص کے ابدی اور دائمی نعمت لکھی.

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{ تو جس شخص کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائیگا تو وہ کہےگا: آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو، مجھے یقین تھا کہ میرا حساب و کتاب مجھے ملنا ہے، تو وہ شخص خوشی والی زندگی میں ہو گا، بلند و بالا جنت میں، جس کے میوے اور پھل قریب اور جھکے ہوئے ہونگے، (ان سے کہا جائیگا) کہ مزے سے کھاؤ پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم گزشتہ زمانے میں کیا کرتے تھے }الحاقۃ (١٩ - ٢٤).

اور جن لوگوں نے اس کامیابی کی راہ کا انکار کر دیا اور ناکامی و نامرادی کے راہ کا اصرار کیا تو قرآن مجید نے ان کا نقشہ کھینچا، اور جس دن ان کا نتیجہ انہیں دیا جائیگا، اور کامیاب شخص اور ناکام کی پہچان ہو گی ا سکا نقشہ یوں کھینچا:

{ اور جس شخص کو اس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا تو وہ کہےگا: ہائے افسوس کاش مجھے میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا، اور مجھے تو علم ہی نہ تھا کہ حساب و کتاب کیا ہے، کاش! کہ موت میرا کام تمام کر دیتی، میرے مال نے مجھے کچھ نفع نہ دیا، اور میرا غلبہ بھی مجھ سے جاتا رہا }الحاقۃ (٢٥ - ٢٩).

- اور اس دنیا میں کامیابی کی راہ پر چلنے والے کے لیے جب اللہ تعالی نے اچھی اور پاکیزہ زندگی لکھی تو فرمایا:

{ جو بھی نیك و صالحہ اعمال کرے، چاہے وہ مرد ہو یا عورت لیکن ہو وہ ایمان والا تو ہم اسے یقینا نہایت بہتر اور اچھی زندگی عطا فرمائینگے، اور ان کے انیك و صالحہ اعمال کا بہترین بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دینگے }النحل (٩٧).

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اللہ تعالی کی جانب سے نیك و صالح اعمال کرنے والے کے لیے یہ وعدہ ہے کہ وہ اس کی دنیاوی زندگی اچھی کر دے گا، اور اچھی زندگی کسی بھی طریقہ سے ہو سکتی ہے، ابن عباس اور ایك جماعت سے مروی ہے کہ انہوں نے اس کی تفسیر پاکیزہ اور حلال رزق سے کی ہے.

اور علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ سے اس کی تفسیر قناعت کی ہے، اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کیا ہے کہ یہی سعادت ہے، اور صحیح یہ ہے کہ اچھی زندگی ان سب اشیاء کو شامل ہے "

دیکھیں: تفسیر ابن کثیر (٤ / ٦٠١).

یہی وہ منہج ہے جس کےمطابق مسلمان شخص زندگی بسر کرتا ہے، اور اس کی زندگی سے سمجھا جاتا ہے، اور جو اس سمجھ اورمفہوم پر چلے تو

وہ یہ ضرور اسے اس کے دینی اور دیناوی امور میں کامیابی و کامرانی اور مقام و مرتبہ کی طرف لے جائیگا.

کیونکہ مومن شخص کو یہ علم ہے کہ اس سے اس دنیا میں عدل و انصاف اور حق قائم کرنے کا مطالبہ ہے، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{ یقینا ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل فرمایا تا کہ لوگ عدل پر قائم رہیں }الحدید (٢٥).

اور عدل و انصاف قائم کرنے میں ایك فرد کی کامیابی پوری امت کی کامیابی کا ایك حصہ ہے، اور اس لیے بھی مومن شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سنتا ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" یقینا اللہ تعالی کو یہ پسند ہے کہ جب تم میں کوئی شخص کوئی کام کرے تو اچھی طرح پختگی سے کرے "

اسے ابو یعلی نے (٧ / ٣٤٩) روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کے شواہد کے ساتھ اسے السلسلۃ الصحیحۃ حدیث نمبر (١١١٣) میں اسے حسن قرار دیا ہے.

اور پھر عمل کو پوری پختگی کے ساتھ سرانجام دینا نجات و کامیابی کا ایك رکن ہے.

یہ وہ اسباب ہیں جو سب کے سب مومن شخص کو نجات کے انتہائی درجہ تك پہنچنے ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں، اور وہ ہر وقت اپنی صلاحیات کو بڑھانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے، اور نافع ہنر تلاش کرتا ہے اور ثقافتی و اخلاقی اور معاشرتی اور اقتصادی مستوی میں بلندی و ترقی کرتا ہے، اور وہ جانتا ہے کہ عمل کرنے والا کامیاب مومن سستی و کاہلی کے ساتھ

بیٹھے رہنے والے مومن سے بہتر اور افضل ہے، جو اپنی سستی و کاہلی سے دین و دنیا کے خسارہ کے علاوہ کچھ حاصل نہیں کرتا.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" طاقتور اور قوی مومن اللہ کے ہاں کمزور اور ضعیف مومن سے بہتر ہے، اور ہر ایک میں خیر ہے، آپ اس چیز کی حرص رکھیں جو آپ کو فائدہ دے، اور اللہ تعالی سے مدد مانگو اور عاجز نہ ہو جاؤ، اور اگر آپ کو کچھ (تکلیف) پہنچ جائے تو یہ نہ کہے کہ اگر میں یہ کر لیتا تو یہ ہو جاتا، اور اگر یہ کر لیتا تو یہ ہو جاتا، لیکن یہ کہو کہ اللہ تعالی کی قدرت، اور اللہ نے جو چاہا کر دیا، کیونکہ اگر (لو) شیطان کا کام کھول دیتا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (٢٦٦٤).

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" تو یہ حدیث اصول ایمان کے عظیم اصول پر مشتمل ہے...، اور اس میں یہ شامل ہے:

انسان کی سعادتاس میں ہے کہ وہ ایسی چیز کی حرص رکھے جو اس کی معاشی اور آخرت کے لیے فائدہ مند ہو، اور حرص جدوجہد کرنے، اور طاقت صرف کرنے کو کہتے ہیں... ، اور جب انسان کی جدوجھد اور ا سکا فعل اللہ تعالی کی مشئیت اور اس کی توفیق سے ہے، تو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ اسی سے مدد طلب کی جائے، تاکہ ایاك نعبد و ایاك نستعین جیسا مقام جمع ہو سکے، کیونکہ اپنے نفع کی چیز کی حرص اللہ کی عبادت ہے، اور یہ اللہ تعالی کی معاونت کے بغیر پوری نہیں ہو سکتی؛ تو اللہ سبحانہ و تعالی نے حکم دیا کہ اسی کی عبادت کی جائے، اور اسی سے ہی مدد مانگی جائے.

پھر وہ کہتے ہیں: (اور عاجز نہ آ جاؤ) کیونکہ عجز تو نفع مند چیز کی حرص کے منافی ہے، اور اللہ تعالی کی استعانت کے بھی منافی، تو اپنے آپ کو نفع دینے والی چیز کی حرص رکھنے والا، اور اللہ تعالی سے استعانت طلب کرنے والا عاجز آنے والے شخص کے برعکس ہے؛ تو مقدور میں واقع ہونے سے قبل اس کے حصول کے سب سے بڑے سبب کی طرف راہنمائی ہے اور وہ اس ذات سے استعانت حاصل کرنے جس کے ہاتھ میں سب امور ہیں کے ساتھ ساتھ اس کی حرص ہے، ان امور کا مصدر بھی وہ ذات ہے، اور ا سکا لوٹنا بھی اسی کی طرف.

تو اگر وہ چیز رہ جائے جو اس کے مقدر میں ہی نہ تھی تو اس کی دو حالتیں ہیں:

عجز کی حالت: اور یہ شیطانی عمل کھولنے کی کنجی اور چابی ہے؛ تو یہ عجز کو لو (اگر) کی جانب ڈال دیتی ہے، تو یہاں اس لو کا کوئی فائدہ نہیں، بلکہ یہ ملامت اور جزع فزع، اور ناراضگی اور افسوس و غم کی چابی ہے، اور یہ سب کچھ شیطانی عمل ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چابی اس عمل کو کھولنے سے منع فرمایا ہے.

اور اسے دوسری حالت کا حکم دیا ہے: جو کہ تقدیر کی جانب دیکھنے اور اس کو مد نظر رکھنا ہے، کہ اگر وہ کام اس کے مقدر میں ہوتا تو کبھی بھی نہ رہتا، اور نہ ہی اس پر کوئی دوسرا غالب آتا؛ .... تو اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اگر تجھ پر معاملہ غالب آ جائے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں ایسے کر لیتا تو ایسے ہو جاتا، لیکن کہو کہ اللہ نے جو چاہا اور جو مقدر میں کیا کر دیا "

تو دونوں حالتوں میں اس کی راہنمائی فائدہ مند چیز کی طرف کی مطلوبہ چیز کے حصول کی حالت میں، اور عدم حصول کی حالت میں، تو اسی لیے یہ حدیث ایسی ہے کہ انسان کبھی بھی مستغنی نہیں ہو سکتا "

دیکھیں: شفاء العلیل (۳۷- ۳۸).

تواس سوچ سے ہر گھاٹی اور ہر ناکامی کو طے کیا جا سکتا ہے، اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی، اور نہ ہی اس کی خواہش کی کوئی حد ہے، اور نہ اس کی ہمت کی عزیمت کی کوئی انتہاء ہے.

بلکہ وہ جانتا ہے کہ ناکامی تو عمل کی دلیل ہے، اس لیے کہ جو شخص عمل کرتا ہے، بعض اوقات وہی ناکام ہو سکتا ہے، لیکن بیٹھ رہنے والا ، کاہلی و سستی کرنے نہ تو کامیابی حاصل کر سکتا ہے، اور نہ ہی ناکامی، اور عمل کا پھل اور نتیجہ تو کسی نہ کسی دن کامیابی کی صورت میں ضرور نکلےگا، چاہے کچھ دیر بعد ہی ہو، تو وہ اسی لیے ناکامی سے کامیابی کی طرف قدم اٹھاتا ہے، اور وہ اس پر متنبہ ہوتا ہے کہ خلل اور نقص کہاں پیدا ہوا ہے، اور وہ اس کی اصلاح اور اسے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے.

تو وہ پہلے سے بھی زیادہ قوی اور سخت ہو کر پلٹتا ہے، حتی کہ جس کامیابی کی کوشش کر رہا تھا وہ اسے پا لیتا ہے، اور جو توبہ کا دروازہ اللہ تعالی نے غلطی کرنے والوں، اور ناکامی کا منہ دیکھنے والوں کے لیے کھول رکھا ہے، وہ تو ایك ایسا سبب اور زینہ ہے جو ناکامی کے مراحل کو ختم کر کے اور ان سے تجاوز کرکے نجات و کامیابی کے زینے کی طرف جاتا ہے، خاص کر جب کوتاہی کرنے والا شخص اپنے تجربہ سے مستفید ہو.

حتی کہ بعض سلف رحمہ اللہ کا یہ کہنا ہے:

" ذلت و انکساری پیدا کرنے والی معصیت عجب و تکبر پیدا کرنے والی اطاعت و فرمانبرداری سے بہتر ہے "

اور آخر میں یہ ہے کہ کامیابی کی طرف لے جانے، اور ناکامی سے تجاوز کرنے والے ان سب اسباب و دوافع کے ساتھ بیٹھ رہنے والے یا سستی کاہلی کرنے والے، یا اعمال ضائع کرنے والے کےلیےکوئی عذر باقی نہیں رہتا

کیونکہ راہ بہت آسان ہے، اور آپ سے بہت ہی قلیل سے عزم و پختگی اور ارادہ و حکمت کا مطالبہ ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" میری ساری امت جنت میں داخل ہو گی، صرف وہ شخص نہیں داخل ہو گا جو جنت میں جانے سے انکار کر دے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (٧٢٨٠).

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (٢٢٧٠٤) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .